ایرین یا ویدک عہد کی تہذیب و ثقافت
اور
صنعت و تجارت کی ترقی کا جائزہ

(از سید امین الدین صاحب جلالی شاہجہاں پوری)

تین ہزار قبل مسیح جب کہ مصر دورِ اہرام سے گذر رہا تھا اور شمیریہ پر عکاریوں کے حملے شروع ہو گئے تھے، ہم کو وسط ایشیا اور مغربی یوروپ کے گیا ہستانی علاقوں میں رہنے والی ایک قوم ایشیا اور یوروپ کے دوسرے علاقوں کی طرف نقل و حرکت کرتی دکھائی دیتی ہے جس کا سلسلہ صدیوں تک جاری رہتا ہے اور اس نقل و حرکت سے انسانی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوتا ہے اور عظیم الشان حکومتوں کی بنیاد پڑتی ہے، جنوب میں سب سے پہلے اس قوم کی ایک شاخ ایشیا کوچک میں داخل ہو کر ایک طاقتور حکومت کی بنیاد ڈالتی ہے جو تاریخ میں حطیوں کے نام سے مشہور رہے۔

حمورابی کے زمانہ میں یا اس سے قبل یہ قوم جو تاریخ میں آبرین کے نام سے موسوم ہے، وسط ایشیا اور جنوبی یورپ کے گیا ہستانی علاقوں سے ایران کے غربی و شمالی حصوں یعنی ہمدان، کردستان اور آذربائیجان اور مشرقی ایران کے موجودہ صوبہ فارس میں آکر آباد ہو جاتی ہے اور دنیا کی سب سے پہلی ایک عظیم الشان اور طاقتور حکومت کی بنیاد رکھتی ہے، تھوڑے عرصہ بعد مشرقی ایران کے صوبہ فارس سے اس کی ایک شاخ سرزمین ہند میں داخل ہوتی ہے اور یہاں ایک نئے تمدن کی ابتدا کرتی ہے۔

سرزمین ہند میں ان کی آمد دو ہزار یا دو ہزار سات سو قبل مسیح شروع ہو گئی تھی جو پندرہ سو قبل مسیح تک جاری رہی، ہند میں داخل ہو کر اس جفاکش، دلیر، اور نبرد آزما قوم کو ہند میں قدیم سے آباد ایک متمدن قوم دراوڑوں سے کافی عرصہ تک نبرد آزما رہنا پڑا۔ آخر میں اس قوم کو اپنی دلیری، جفاکشی جنگی صلاحیت اور ساز و سامان کی برتری کی بنا پر کامیابی حاصل ہوئی اور تمام شمالی ہند کی

وہ مالک و مختار بن گئی۔ شمالی ہند کی زرخیز زمینوں پر آباد ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ان کی آبادیاں چھوٹی چھوٹی قبائلی حکومتوں میں تبدیل ہوگئیں۔ اور ہند کی قدیم ترین تہذیب کو شکست کے نتیجہ میں مٹنا تھا اور وہ مٹی لیکن اپنے پیچھے ایسے آثار چھوڑ گئی کہ ایرین نے اپنی برتری کے باوصف انہی بنیادوں پر ایک نئی تہذیبی عمارت تعمیر کی جس کے نقش و نگار تہذیب و ثقافت اور علوم و فنون کے آفتاب کی ضیا پاشیوں سے جگمگا اُٹھے، ویدوں، پرانوں اور اُپنشدوں کی مذہبی اور نیم فلسفیانہ تعلیم نے ذہنِ انسانی میں جلا پیدا کرنی شروع کردی، انہی مذہبی اور نیم فلسفیانہ تصورات کے نشوونما کی بنا پر یہ دَور ویدوں اور پرانوں کا دَور کہلاتا ہے، مختلف وجوہ کی بنا پر اس پورے دَور کو مورخین نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے (۱) ویدوں کا دور، دو ہزار قبل مسیح سے ایک ہزار قبل مسیح تک

(۲) مہابھارت اور رامائن کا دور، ایک ہزار قبل مسیح سے پانچ سو قبل مسیح تک۔

یہ تقسیم چوں کہ بنیادی اہمیت کی نہیں بلکہ ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں اس لئے ہم اس تمام مدت کو ایرین یا ویدک عہد سے ہی تعبیر کریں گے ویدک عہد کی تہذیب اور نظم و نسق ——— ایرین کا ابتدائی دور جو مذہب سے زیادہ سیاسی تھا ملک کی سیاسی گتھیاں سلجھانے دراوڑوں سے نمٹنے اور ملکی استحکام میں گذرا۔ ان مراحل و مسائل سے فرصت پاتے ہی انھوں نے نظم و نسق، سماجی اصلاح، زبان و ادب اور صنعت و تجارت کے فروغ کی طرف عنانِ توجہ منعطف کی۔

وید ایرین کی سب سے مقدس اور قدیم ترین کتابیں ہیں، وید کے لفظی معنی علم و گیان کے ہیں اور یہ کسی ایک کتاب کا نام نہیں بلکہ چار کتابوں رگ وید، یجروید، سام وید اور اتھروید کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے چار حصے ہیں سنگھتا۔ اس حصہ میں منتر اور دعائیں ہیں۔ براہمن۔ یہ حصہ نثر کا ہے اس میں سنگھتاؤں کی شرحیں پائی جاتی ہیں، آرن یک اور اُپنشد کا تعلق مذہبی فلسفے سے ہے، ویدوں میں رگ وید سب سے قدیم ہے اس میں تقریباً ایک ہزار اٹھائیس سوکت ہیں اور ہر سوکت میں دس ہزار منتر ہیں جن کو دس منڈلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایرین اگرچہ اپنے ابتدائی دور میں مصریوں، اور بابلیوں کی طرح فنونِ لطیفہ کی طرف توجہ نہ دے سکے لیکن زبان و ادب کو کافی فروغ دیا۔ چنانچہ ویدوں کی شکل میں جو مذہبی ادب چھوڑا اس سے

اس عہد کی سماجی، معاشرتی اور تمدنی عکاسی ہوتی ہے۔ ویدک عہد کے اختتام اور بودھ مذہب کے آغاز کے درمیان پانچ سو سال کے وقفہ کی بنا پر ان کی آخری دور کے تہذیبی معلومات کے ذرائع کا فقدان ہے صرف مذہبی کتابیں خصوصاً مہابھارت اور رامائن کی رزمیہ نظمیں اس کمی کی بہت حد تک تلافی کر دیتی ہیں ان رزمیہ نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی عہد کی طرح اس عہد میں بھی ہر بات مذہبی تصورات کے تابع تھی اس عہد کا سب سے اہم واقعہ کورووں پانڈوں کی جنگ ہے۔ جس کے بعد تہذیب و تمدن اور سیاسی قوت کا مرکز ہستناپور سے ہٹ کر گنگا جمنا کے دوآبہ میں پہونچ گیا تھا اور ایرین مشرق میں کافی حد تک آگے بڑھ چکے تھے، کوشل اور کاشی میں ان کی عظیم الشان حکومتیں بھی قائم ہو گئی تھیں، رامائن کے زیادہ تر ہیرو کوشل ہی کی سلطنت سے تعلق رکھتے ہیں ان رزمیہ نظموں کی اس سے بالاتر تاریخی اہمیت اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم کو اس عہد کے بہت کچھ تمدنی اور سیاسی حالات معلوم ہو جاتے ہیں، ان سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ویدک کے آخری دور میں ایرین تہذیب کافی آگے نکل چکی تھی جہاں ویدوں میں ہم کو سونے، تانبے اور دھات وغیرہ کا ذکر ملتا ہے وہاں ان میں چاندی۔ سیسہ، ٹین اور روپے وغیرہ کا بھی ذکر پایا جاتا ہے آخری دور میں پہونچتے پہونچتے ایرین نے زراعت و باغبانی میں کافی بیش رفت کر لی تھی، چاول کی کاشت اور آب پاشی کے طریقوں سے بھی بخوبی واقف ہو چکے تھے، ساتھ ہی صنعت و تجارت کے قدم بھی کافی آگے بڑھ چکے تھے اور ایران، میسوپوٹامیہ اور دوسرے قریبی علاقوں سے تجارتی تعلقات و روابط بھی مضبوط حد تک قائم ہو چکے تھے۔ ایرین کی قبائلی تفریق و تقسیم کی بنا پر ان کا تمام تر مقبوضہ علاقہ بھی متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہوا جنھوں نے ویدک دور کے آخر میں بڑی بڑی سلطنتوں کی صورت اختیار کر لی جن میں ذیل کی حکومتیں زیادہ مشہور ہوئیں۔

تھانیسر میں کرو قبیلہ کی، روہیلکھنڈ اور دوآبہ کے اندرونی خطے میں پانچال قبیلہ کی، اودھ میں کوشلوں کی۔ بنارس میں کاشیوں کی، موجودہ ترہت اور دربھنگہ ضلعوں میں ویسائی قوم کی اپنی اپنی حکومتیں قائم ہوئیں ان قبائلی حکومتوں کے سردار یا حکمراں راجن کہلاتے تھے جن کا انتخاب جمہوری انداز پر وساس (عوام) کرتے تھے۔ ان راجنوں کی صلاح و مشورہ کے لئے جو مجلسیں قائم ہوئیں وہ سمتی کہلاتی تھیں، یہ سمتیاں موجودہ دور کی اسمبلیاں تھیں جن میں حکمراں منتخب نمائندوں کے مشوروں پر عمل کرتا تھا کیوں کہ راجنوں کو مختار مطلق حکمرانوں

کی حیثیت حاصل نہ تھی بلکہ چھ سو قبل مسیح تک ان کی حیثیت رومی حکومت کے کونسل کی سی تھی، اگرچہ حالات کی بناپر ایرین کا سارا ماحول سپاہیانہ تصورات کا حامل بن گیا تھا لیکن ذہنی اعتبار سے وہ جمہوریت پسند تھے حکمرانوں کے مشورہ کے لئے سبھاؤں اور سمتیوں کا وجود ان کی جمہوریت پسندی کا ثبوت ہے۔

مذہبی تصورات | ویدوں کے ابتدائی عہد ایرین میں مظاہر پرستی کا جذبہ کام کررہا تھا، مظاہر فطرت کے سامنے سربندگی خم کرنا مذہب کے اعلیٰ تصورات میں شامل تھا یا یوں سمجھیے کہ نیچر کی پُرعظمت نشانیاں اُن کے اندر عبادت و بندگی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے کافی تھیں اسی وجہ سے وہ بجائے مورتی پوجا کے ورونا (آسمانی دیوتا) سوتا (سورج دیوتا) وایو (ہوا) اندر، بارش درعد، اگنی (آگ کا دیوتا) اوشا (صبح صادق کے دیوتا) کی پرستش کرتے تھے قومی ہیرو کی بھی پرستش کی جاتی تھی، اندر دیوتا چونکہ بارش کا دیوتا تھا جس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی اس لئے اس کو سب دیوتاؤں حتیٰ کہ آگ کے دیوتا پر بھی فوقیت حاصل تھی، ہاں رگ وید کے آخری حصہ میں ایک ایسی ہستی کا بھی ذکر ملتا ہے جو تمام کائنات سے توانا اور بالاتر کہی گئی ہے۔

ایرین میں ابتداءً مورتی پوجا کا رواج نہ ہونے کی بنا پر منادر کی تعمیر بھی کہیں نظر نہیں آتی دعاؤں اور ریگیوں وغیرہ پر زیادہ زور دیا جاتا تھا اُن کے تخیل میں چونکہ تمام انسانی ضروریات آسمانی دیوتا کے قبضۂ و تصرف میں تھیں اس لئے اُن کو خوش اور راضی رکھنے کے لئے قربانیاں وغیرہ کی جاتی تھیں، رگ وید کے سوکتوں سے پتہ چلتا ہے کہ قربانیاں دینے کا طریقہ بہت ہی آسان تھا، غلہ، دودھ، جانور اور سوم رس کا نذرانہ چڑھایا جاتا تھا لیکن بعد میں یہ آسانیاں پیچیدگیوں میں بدل گئیں، پنڈتوں کے کئی طبقے وجود میں آئے ایک طبقہ قربانی اور ریگیہ وغیرہ کا انتظام کرتا تھا، دوسرا ریگیہ کے وقت بھجن گاتا، تیسرا، رگ وید کے سوکت اور منتر پڑھتا اور چوتھا طبقہ عام دیکھ بھال کرتا تھا۔

ویدک عہد کے اختتام تک مورتی پوجا کا رواج ہو گیا تھا منادر بھی صورت تعمیر میں آچکے تھے، دراوڑوں سے قربت اور ملی جلی بود و باش کی بنا پر دراوڑی دیوتاؤں کی اکثریت کو اس طرح اپنا لیا گیا تھا کہ وہ خالص ایرین دیوتاؤں میں شمار ہونے لگے، ورنہ ان کے اصل دیوی دیوتا وہی ہیں جن کا تعلق مظاہر فطرت سے ہے اور نیچر کی انہی نشانیوں کے سامنے سرتسلیم خم کرنے کا تصور لے کر وہ یہاں آئے تھے۔

سماجی حالات | مذہبی تصورات کی طرح سماجی رسوم بھی حد درجہ سادہ تھے۔ خانگی زندگی صاف ستھری تھی،

بالعموم ایک شادی کا رواج تھا عورتیں عصمت و عفت کی دیویاں تھیں اسی پاکدامنی کی بنا پر کارگی اور دوسری متعدد عورتیں بھی رشیوں کے مرتبہ کو پہونچیں ابتداءً ذات پات کی کوئی تعریف نہ تھی، لفظ برہمن مذہبی رسوم انجام دینے والوں کے لئے استعمال ہوتا تھا بعد میں یہ لفظ خاص قسم کے پنڈتوں کے لئے استعمال ہونے لگا حتیٰ کہ ان کی اولاد بھی اسی نام سے پکاری جانے لگی اسی طرح لفظ چھتری صرف راجپوتوں کے لئے مخصوص تھا بعد کو تمام عرفی شرفا کے لئے استعمال کیا جانے لگا اور اُن کی اولاد بھی چھتری کہلائی۔ رگ وید کے آخری سوکت میں وس (ویش) کا ذکر بھی ملتا ہے لیکن سوکت میں یہ لفظ کسی مخصوص جماعت اور فرقہ کے بجائے پوری سوسائٹی کے لئے استعمال کیا گیا ہے مگر آخر میں سیاسی مصلحتوں کی بنا پر انسانی برادری کو چار برنوں برہمن، چھتری ویش اور شودر میں تقسیم ہونا پڑا، کاروبار، جانوروں کی پرورش اور زراعت کے پیشے ویش کے لئے مخصوص تھے، اعلیٰ مناصب پر ان کے فائز ہونے کی مثالیں شاذ و نادر ملتی ہیں لیکن وہ موجودہ دور کے اچھوت نہ تھے، دیگر برنوں سے ان کے تعلقات دوستانہ ماحول کے تھے، چھوت چھات کا ابھی رواج نہ ہوا تھا اور نہ سماجی رشتے میں تنگی پیدا ہوئی تھی لیکن گوشت اور سبزی خور کی تفریق کی بنا پر اس کی بنیاد پڑ چکی تھی، برہمن، چھتری اور ویش کے ہاتھوں میں مذہبی، سیاسی اور تجارتی قوتیں تھیں، باقی ماندہ پیشے شودروں کے حصہ میں از خود پہونچ گئے، اور سب سے آخر میں خود شودر بھی علی الترتیب پیشے کے اعتبار سے بہت سی ذاتوں میں تقسیم ہو گئے اور دوسری برن والوں کے ساتھ اُن کا سماجی رشتہ بھی قائم نہ رہ سکا، انسانی برادری کی دوسری قسم چھتری برن کے نام سے مشہور ہوئی، سماج میں درجہ بلند ہونے کی بنا پر فوجی مناصب اور سیاسی اقتدار کی باگ ڈور بھی اسی برن کے ہاتھ آئی اور برہمنوں سے قربت کی بنا پر علوم و فنون سے بھی زیادہ نزدیکی رہی اس لئے ہند کے سیاسی استحکام کے ساتھ علوم و فنون کی بخشش روی میں بھی چھتری برن نے بڑا رول ادا کیا، برن کی تقسیم کے کافی عرصہ بعد تک اُن کا نسلی امتیاز چندر بنسی اور سورج بنسی تک محدود رہا لیکن اور زمانہ کے ساتھ یہ بھی متعدد شاخوں میں تقسیم ہو گئے۔ اگرچہ ویدک عہد میں گھی، دودھ دہی اور ترکاریوں کے ساتھ گوشت، انڈے اور مچھلی غذا میں شامل تھا لیکن برہمنوں میں موخر الذکر تینوں چیزیں ممنوع تھیں۔ شراب کی ممانعت تھی لیکن سوم رس پینے پر کوئی پابندی نہ تھی، رگ وید کے سوکتوں

میں اگرچہ جوئے کی برائیاں بڑی کثرت سے ملتی ہیں لیکن سوسائٹی میں پانسوں کے ذریعہ جوا کھیلنا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا زیور پوشی چونکہ سماج کی نظروں میں مستحسن تھی اس لئے پوری سوسائٹی میں زن و مرد کی تفریق کے بغیر اس کا عام رواج تھا مردوں کا لباس بہت سادہ اور مختصر تھا کپڑوں پر سونے کے تاروں کا کام بڑائی اور امارت کی نشانی متصور ہوتا تھا۔ مرد عموماً داڑھی رکھتے تھے، بیواؤں کی شادی معیوب نہ تھی، پردہ کا رواج نہ تھا، پوجا پاٹ اور کتھاؤں میں عورتیں مردوں کے شریک ہوتی تھیں۔ میدان جنگ میں مرہم پٹی کے فرائض بھی اکثر انجام دیتی تھیں، وفاداری اور مرد کا احترام عورت کا ذاتی کردار تھا۔

علمی اور فنی پیش روی ویدک عہد میں انسان کی روحانی و اخلاقی قدروں کی صحت مندی مذہبی احکام کے تابع تھی وہ تخویف و تحریص سے کام لیتا تھا عذاب و ثواب کے مسائل اُس کے آلہ کار تھے اسی بنا پر اس عہد میں علوم و فنون کا ارتقائی سلسلہ تمام تر مذہبی تصورات کے تحت آگے بڑھا، مذہب کا دائرہ جس قدر وسیع ہوتا گیا اُسی نسبت سے علوم و فنون نے بھی قدم آگے بڑھائے، مختلف علوم و فنون کے جداگانہ مدارس قائم ہوئے جہاں ان کی نظری اور عملی تعلیم دی جانے لگی۔ رگ وید اور بعض اپنشدوں سے استاد شاگرد کے معیار کا بھی پتہ چلتا ہے۔

دنیا کے عام ادب کی طرح ایرین ادب کی بنیاد بھی نظم پر قائم ہوئی۔ ایرین کو فن شعر سے فطری لگاؤ تھا چنانچہ سام وید کا ایک حصہ گیتوں پر مشتمل ہے جو سام گان کے نام سے ..... موسوم ہے، علم عروض ویدوں کا جزو اعظم رہا ہے اس لئے اس فن پر متعدد تصانیف کا ذکر تاریخی اوراق میں ملتا ہے صرف مذہب ہی سے متعلق نہیں بلکہ طب و نجوم صرف و نحو، علم الاعداد اور ان کے سوال و جواب اور مثالیں تک نظم میں لکھی گئیں۔

ایرین کے سنسکرت ادب کا نظمیہ حصہ نغمگی سے معمور ہے اسی نغمگی کی آمیزش سے سامعہ جذب و اثر کے کوثر و تسنیم میں ڈوب جاتا ہے، شیریں بیانی یقیناً کلام کا ایک اہم جزو ہے لیکن نغمگی کی چاشنی، کام و دہن کے ساتھ شعوری کیفیت کو لذت اندوز بنا دیتی ہے، مشکل بحروں میں شعری لطافتوں کے ساتھ نغمگی کو ایرین شعرا نے ایسا سمویا کہ اس کی اثر انگیزی کو دنیا کے شعری نقادوں نے تسلیم کر لیا، ایرین کے ابتدائی دور کا نظمیہ حصہ زیادہ تر مذہبی روایات سے متاثر ہے اور آخری دور کا سلسلہ رامائن اور مہابھارت کے نظمیہ مجموعہ سے ماخوذ ہے اور نادر تشبیہات و استعارات کی گلکاریوں سے معمور، اس دور کا شعری ادب

جمالیاتی شعور کی ایسی دل کش تشریح ہے جو حقائق نگاری کے ساتھ ذہنی تلذذ عطا کر کے سامع کو خود فراموشی کے عالم میں پہونچا دیتی ہے۔ شاعرانہ ذہن کی یہ کیفیت قدیم دور کی ادبی اصطلاح میں دیوتاؤں کا عطیہ کہلاتی تھی اور موجودہ اصطلاح میں اس کیفیت کو الہام سے تعبیر کرتے ہیں۔

رزمیہ شاعری کے اعتبار سے آریین کا آخری دور بڑا شاندار ہے۔ مہابھارت اور رامائن اس دور کی سب سے بڑی رزمیہ نظمیں ہیں خصوصاً مہابھارت ایشیا کا ایک اہم اور زندہ جاوید تصنیفی کارنامہ ہے اور تقدس و احترام میں ویدوں جیسا مرتبہ حاصل ہے۔ ان نظمیہ شاہکاروں کی اصل مقصدیت، جنگی روایات کی نمائش ہے لیکن مذہبی پیشواؤں کے ترتیب دینے کی بنا پر اخلاقی تعلیم اور آئینِ جہانبانی کی جھلکیاں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ سر چارلس ایلیٹ کے نزدیک رشی ویاس کی یہ مرتبہ رزمیہ نظم ہومر کی الیڈ اور اوڈیسی کی مشترکہ ضخامت سے سات گنا بڑی اور انتہائی مؤثر ہے۔ اسی بنا پر اس کو دنیا کی طویل اور موثر ترین نظم کہا گیا ہے اس میں خاص کرداروں کی ایسی دل کش مصوری کی گئی ہے کہ وہ شخصیتیں ابھر کر نظروں کے سامنے آجاتی ہیں۔ ساتھ ہی کرداروں کے محاسن و معائب ایسے صحت مند انداز سے پیش کئے گئے ہیں کہ خود اچھائی اور برائی صورت تجسیم میں نظروں کے سامنے حرکت کرتی معلوم ہوتی ہے۔ یوں تو پوری نظم دل کشی اور اثریت میں ڈوبی ہوئی ہے لیکن بعض حصے بیانیہ جوش و خروش کے اعتبار سے ادب کی جان ہیں، بھیشم کی وہ طویل ترین تقریر جو میدانِ جنگ میں جامِ شہادت پینے سے قبل اخلاق و جہانبانی پر کی تھی تیرو نشتر کی طرح مؤثر ہے، شری کرشن جی کا وہ عالمانہ اور بصیرت افروز وعظ جس کے ذریعہ ارجن کو جنگ پر آمادہ کیا گیا تھا نہ صرف ایک ادبی مقام رکھتا ہے بلکہ روحانیت کا ایک فلسفیانہ درس بھی ہے جو بھگوت گیتا کے نام سے موسوم ہے۔

دوسری رزمیہ نظم شری والمیکی کی رامائن ہے جو اسلوب بیان اور واقعات کی ترتیب میں مہابھارت سے مختلف بھی ہے اور مختصر بھی، یہ ہومر کی اوڈیسی کا درجہ رکھتی ہے اس کا مرکزی سین یا پس منظر اجودھیا ہے پوری نظم اسی پس منظر کے گرد گھومتی ہے، مذہبی پیشواؤں اور قومی رہنماؤں کی شرکت نے ان معرکہ آرائیوں کو مقدس جنگ کی اہمیت دیدی اور یہ حق و باطل کی نبرد آزمائیاں ادبی ترقی کے لئے بڑی معاون ثابت ہوئیں کسی نے سچ کہا ہے کہ ان رزم آرائیوں نے ہند کو رزمیہ ادب مہیا کیا۔

مہابھارت اور رامائن بظاہر رزمیہ ادب کا شاہ کار ہیں لیکن ان سے اس دور کی سیاسی، سماجی اور اخلاقی حالات کا بھی پتہ چلتا ہے اور بہت سے اہم تاریخی واقعات بھی منظر عام پر آجاتے ہیں چنانچہ رامائن کے اوراق سے راجہ دشرتھ اور رام چندر جی کو سیتا جی سے علیحدگی کا مشورہ دینے والی سبھاؤں کا علم ہوتا ہے، حکمرانوں اور عوام دونوں میں جنگی جذبہ کا شباب پر ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ چارپائی پر پڑا رہ کر مرجانا چھتریوں کے لئے باعث شرم سمجھا جاتا تھا۔

سنسکرت کے لسانی اشکال حل کرنے کی خاطر ویاکرن کو اس عہد میں خاص اہمیت حاصل ہوئی۔ وید کے چھ شعبوں میں ویاکرن ہی کو اول و آخر سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ چھ سو قبل مسیح کے مشہور قواعد نویس پانٹنی کی تحریر کردہ قواعد کی صدہا شرحیں عالم تحریر میں آئیں، پانٹنی اپنے علمی تبحر کی بنا پر نہرشی کے لقب سے ملقب تھے اس لئے ہر عالم کا سر انتہائی عقیدت کے ساتھ ان کے سامنے جھکتا رہا ہے۔

مذہبی فلسفہ کی بنیاد: طلب و جستجو اور تحقیق و تلاش کا مادہ انسانی فطرت میں داخل ہے اس کی نظروں کے سامنے جب بھی کوئی چیز آئی اس نے اسے سمجھنے کی پوری کوشش کی یعنی ذہنی طور پر اس کا احاطہ کرلینا چاہا۔ اس لئے اس کے دل میں اولاً اس کے مختلف گوشوں اور زاویوں کے متعلق بے شمار سوالات پیدا ہوئے یا یوں سمجھئے کہ انسانی دماغ خیالات و تفکرات کا منبع ہے، ہر نوع اور قسم کے ہزاروں لاکھوں خیالات اس میں آتے جاتے رہتے ہیں، بلند و پست بھی اور علوی و سفلی بھی، ذہنی ارتقا کے ساتھ خیالات و تفکرات کی آمد بھی ارتقائی صورت اختیار کرتی جاتی ہے اس میں مرئی اور غیر مرئی اشیا کے تصورات بھی آتے ہیں ساتھ ہی وجود حقیقی اور ہستی کے بارے میں بھی پردۂ ذہن پر ہنگامہ آرائی کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ آفتاب و ماہتاب، نجوم و فلک اور آب و خاک پر نظر پڑتی ہے تو ان کی حیثیت و ماہیت کے بارے میں اس کے ذہن میں طرح طرح کی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں اس لئے کبھی وہ موجودات کی باہمی نسبت اور ان کی صورت ارتقا کے بارے میں سوچنے لگتا ہے بلکہ ہر وجود کو دیکھ کر وہ گھنٹوں دریائے فکر میں غرقاب سا ہوجاتا ہے۔ اور سوچتا ہے کہ وجود پہلے ہے یا عدم، جب کسی کو آغوش موت میں آرام کی نیند سوتا دیکھتا ہے تو وہ سوچنے لگتا ہے کہ موت کیا ہے۔ اور اس کی حقیقت کیا۔ کیا ہست سے نیست ممکن ہے یا ہست کے بعد کوئی شے نیست ہوسکتی ہے۔ کبھی وہ کائنات اور اس کے

وجود میں آنے کے بارے میں ہمہ تن صورت فکر بن جاتا ہے۔ حرکت و سکون کے بارے میں بھی غور کرتا ہے۔ کائنات کے ترکیبی عناصر معلوم کرنے کی کوشش بھی اس کے ذہن میں گردش کرتی رہتی ہے۔ کائنات میں انسان کے درجہ کے بارے میں بھی وہ سوچتا ہے۔ مختصر یہ کہ اس سلسلۂ تفکر میں فلسفہ تکوین کے تمام مباحث اس کے پردۂ ذہن پر منعکس معلوم ہوتے ہیں اسی نوع اور قسم کے یک نہ دو صدہا خیالات و سوالات دنیا کے دیگر فلسفیوں کی طرح ہند کے قدیم فلسفیوں کے گوشۂ دماغ میں آئے۔ فلسفیوں کی طرح ہند کے قدیم بزرگوں نے بھی مظاہر قدرت اور زندگی کی پیچیدگیوں کو بہت کچھ حل کیا اور ان کے جوابات بہت ذہنی کاوشوں کے بعد دیئے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ان کے یہی جوابات اور نتائج ہندی فلسفہ کے نام سے مشہور رہیں۔

ایرین کے مذہبی فلسفہ نے اگرچہ ویدوں ہی کے زمانہ سے لوگوں کی توجہ اپنی طرف منعطف کرنی شروع کر دی تھی لیکن اُپنشدوں کے دور میں اس نے تیزی سے اپنے قدم آگے کی طرف بڑھائے، بعض مفکرین کے نزدیک ویدوں کی شرحیں (براہمن) لکھے جانے کے عہد میں ہندی فلسفہ کافی آگے بڑھ چکا تھا۔ ایرین دور کے فلسفہ کے متعلق یہ خیال ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیئے کہ وہ مذہب کی ایک شاخ ہے۔ ہر مکتبِ فکر نے اس کی بنیاد روحانیت کے ارتقا اور مسئلہ نجات پر رکھی۔ لیکن اُپنشدوں کے عالم تصنیف میں آنے کے قدیم مذہبی تصورات میں نئے نئے فلسفیانہ نظریات پیدا ہونے لگے اور آخر میں برہما کا ذکر اس انداز سے کیا جانے لگا کہ ہر شئے میں اس کی جلوہ گری ہے۔ وہ کائنات کا جوہر اور فضائے بسیط کی اصل ہے، موجوداتِ عالم میں وہی مادی شکل میں ظہور پذیر ہے، اس کو ایک لامحدود اور لافانی طاقت سے کنایتہً کیا گیا۔ دوام تسلسل، وحدت اور حرکتِ پیہم اس کی خصوصیات قرار پائیں، اُپنشدوں کے ان فلسفیانہ خیالات نے مذہبی تصورات پر ایک گہرا اثر ڈالا تناسخی نظیر، جو ایرین کے ساتھ یہاں آیا تھا یہاں کی متحدہ سوسائٹی نے ایک عقیدہ کے

طور پر اختیار کر لیا۔ اس عقیدہ کی پختگی نے تپسیا (ریاضت) کے مختلف طریقے ایجاد کئے۔ اُپنشدوں کی تعلیم کا خلاصہ چار تصورات، آتما، برہما، کرم اور آواگون پر مشتمل ہے۔ آتما اور برہما کا تعلق روح سے ہے۔ غرض نتائج کے اعتبار سے انقلاب آفریں نظریات مفید ثابت ہوئے یعنی اُپنشدوں کے نیم مذہبی فلسفہ نے شعوری ذہن کو مذہبی تصورات سمجھنے میں بڑی مدد کی۔

مِصۡبَاحُ اللُّغَات

مکمّل عربی اُردُو لغت

پچاس ہزار سے زیادہ عربی لفظوں کا جامع و مستند ذخیرہ

یہ شاندار عربی اُردو لغت اپنی غیر معمولی خصوصیتوں کی وجہ سے لاجواب ہے آج تک اس درجہ کی کوئی ڈکشنری شائع نہیں ہوئی جس میں عربی الفاظ اور لغت کے اتنے بڑے ذخیرے کو ایسے نفیس ترجمے اور نکھرے ہوئے مطلب کے ساتھ اردو میں منتقل کیا گیا ہو المنجد جو عربی لغت کی جدید کتابوں میں سب سے نفیس و دلپذیر سمجھی جاتی ہے۔

"مصباح اللغات" نہ صرف اس کا مکمل ترجمہ ہے بلکہ اس کی تیاری میں بہت سی بلند پایہ کتابوں سے - - - - - - - - - - مدد لی گئی ہے جیسے قاموس تاج العروس، لسان العرب، اقرب الموارد، نہایہ، مجمع البحار، مفردات امام راغب منتہی الادب وغیرہ کئی سال کی مسلسل کتابت کے بعد ۶۵ء کے آخر میں اس کا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن طبع ہوا تھا۔ اب کتاب کا یہ تیسرا نقش ہے۔ آخر میں جدید لغات کے تتمہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

صفحات ۱۰۲۸ سائز بہت ہی موزوں اور شاندار جلد چرمی خوبصورت اور مضبوط دل پسند گرد پوش — فوٹو آفسیٹ۔ قیمت -/۶۰

(منیجر مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی)

کلکتہ میں دس دن

(سعید احمد اکبرآبادی)

(۱)

ایران سوسائٹی ارباب علم و خبر کو معلوم ہے کہ کلکتہ کی ایشیاٹک سوسائٹی کی طرح وہاں کی ایران سوسائٹی بھی ایک اہم اور عظیم الشان علمی انجمن ہے، ڈاکٹر محمد اسحاقؒ صاحب مرحوم کلکتہ یونیورسٹی میں فارسی کے استاد اور فارسی زبان و ادب کے نامور محقق اور مصنف تھے۔ ان کو اس زبان اور اس کی ادبیات کے ساتھ محبت نہیں عشق تھا۔ انھوں نے اس زبان کی ترویج و اشاعت اور ایران کے علوم و فنون پر تحقیقی کاموں اور ان کے ذریعہ ہندوستان اور ایران میں روابط یگانگت و مودت کے حفظ و بقا اور ترقی کی غرض سے ۱۹۴۴ء میں یہ سوسائٹی قائم کی اور اپنا سب کچھ اس سوسائٹی کی خدمت کے لئے وقف کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند برسوں میں ہی سوسائٹی ایک شجر ثمرا زبرگ و بار ہوگئی۔ اس کی طرف سے ایک سہ ماہی علمی اور تحقیقی رسالہ انگریزی اور فارسی میں "انڈو ایرانیکا" کے نام سے بڑی باقاعدگی اور باضابطگی سے شائع ہونے لگا۔ سوسائٹی نے جدید فارسی کی تعلیم کا بھی اہتمام کیا۔ فارسی زبان و ادب کے مشاہیر پر سیمینار منعقد کئے، اعلیٰ درجہ کی کتابیں شائع کیں۔ ہندوستان اور ایران کے مشاہیر علم و ادب سے ربط پیدا کیا۔ اور خاص خاص مواقع پر انڈو ایرانیکا کے ضخیم اسپیشل نمبر شائع کئے جو دونوں ملکوں کے ارباب علم میں نہایت مقبول اور پسندیدہ ہوئے، ڈاکٹر صاحب نے اپنی سمجھ بوجھ اور خلوص عمل سے سوسائٹی کے حلقہ کار میں کلکتہ اور بیرون کلکتہ کے اعلیٰ طبقہ کے ایسے افراد و اشخاص کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرلیا تھا جن میں ہندو، مسلمان، عیسائی، پارسی اور سکھ ہر ملت و مذہب کے لوگ تھے، ان میں ارباب علم و ادب بھی تھے اور دولتمند تاجر بھی۔ یونیورسٹی اور کالجوں کے اساتذہ بھی اور بیرسٹر اور وکیل بھی۔ اس طرح سوسائٹی کی حیثیت ایک اہم اور وقیع نیشنل ادارہ کی ہوگئی۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ ان کاموں کے بڑے قدردان تھے۔ جب ڈاکٹر صاحب نے سوسائٹی اور اس کے کاموں کا تعارف کرایا تو مولانا نے انڈو ایرانیکا کی اشاعت کے لئے وزارت تعلیم کی طرف